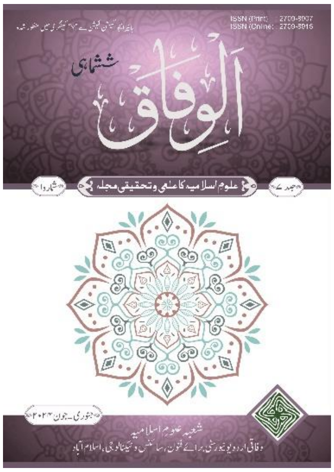

Al-Wifaq Research Journal of Islamic Studies
Volume 7, Issue 1 (January - June 2024)
eISSN: 2709-8915, pISSN: 2709-8907
Journal DOI: https://doi.org/10.55603/alwifaq
Issue Doi: https://doi.org/10.55603/alwifaq.v7i1
Home Page: https://alwifaqjournal.com/
Journal QR Code:

Article	خاتم الانبیاءﷺ کی جمالیاتی کیفیات کا جائزہ An Overview of the Aesthetic Features of the Seal of Prophets (PBUH)	Indexing
Authors	[1] Hafiz Atiq ur Rehman [2] Khadija Noor	
Affiliations	[1] Shaikh Zayed Islamic Center, University of the Punjab, Lahore. [2] Government Graduate College for Women, Shadbagh, Lahore.	
Published	30 June 2024	
Article DOI	https://doi.org/10.55603/alwifaq.v7i1.u3	
QR Code		
Citation	Hafiz Atiq Ur Rehman, and Khadija Noor, "خاتم الانبیاءﷺ کی جمالیاتی کیفیات کا جائزہ An Overview of the Aesthetic Features of the Seal of Prophets (PBUH)" *Al-Wifaq*, no. 7.1 (June 2024): 35–53, https://doi.org/10.55603/alwifaq.v7i1.u3.	
Copyright Information:	An Overview of the Aesthetic Features of the Seal of Prophets (PBUH) © 2024 by Hafiz Atiq Ur Rehman and Khadija Noor is licensed under CC BY 4.0	
Publisher Information:	Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts Science & Technology, Islamabad, Pakistan.	

خاتم الانبیاء ﷺ کی جمالیاتی کیفیات کا جائزہ

An Overview of the Aesthetic Features of the Seal of Prophets (PBUH)

حافظ عتیق الرحمٰن

وزٹنگ لیکچرر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

خدیجہ نور

لیکچرر، گورنمنٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، شاد باغ، لاہور، پاکستان

ABSTRACT:

The Messenger of Allah ﷺ is divine mercy for humanity and the most wonderful personality that the World has ever had. Muslims find their role model in himself. Not only his dealings and mannerisms were outstanding, but his appearance and personality also reflected extreme beauty and charm. His companions got stunned and found him the coolness of their eyes. It was the blessing of Allah on his beloved Prophet that He was such mesmerizing and attractive in every aspect. This paper covers a few of his personality traits and apparent features that are necessary to be known by believers, and which are helpful to enhance the love for himself. As these qualities are conveyed by his noble companions one going through the words can surely feel the depth of love and admiration, they had for their beloved Messenger ﷺ. The heart of the readers gets equally filled with warmth of love and eyes with tears of longing, and a desire, to get multiple visions of the beloved Prophet in their dreams until meet him in Heaven, arises. No doubt, words cannot do justice to the depth of the beauty that Muhammad's(ﷺ) personality holds. This article is just a minor effort to pool in the sacred attempts to admire his elegance and relate this aspect to the belief in the finality of messenger-ship.

KEY WORDS:

Prophet (ﷺ), Features, Personality, Beauty, Elegance

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی لائق حمد وثنا اور خالق ومالکِ کائنات ہے۔ انسانیت کی ہدایت کے انتظام کی خاطر ربّ العالمین نے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ منتظم فرمایا، آخر میں خاتم النّبیین ﷺ کو رؤف ورحیم اور رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور آپ کی شان وعظمت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ[1]

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا[2]

قرآن مجید کا بیان سیرت فضائلی و شمائلی اور کمالاتی و جمالیاتی کیفیات سے بھی مملو ہے اور آپ ﷺ کی ذات اقدس سے طبعی، عملی اور تعلیماتی تعلق کے علاوہ جبی، ادبی اور ذاتی تعلق کی اہمیت بلکہ اس کی ایمانی ناگزیریت کو بھی خوب اجاگر کرتا ہے۔ ہر محب کو ان سوالات کا سامنا ہوتا ہے کہ محبوب رحمۃ للعالمین ﷺ کا حلیہ مبارک کیسا تھا؟ آپ ﷺ کے مکمل بدن کا جلوہ مبارک کتنا حسین تھا اور ان کی خصوصیات و کیفیات کیا تھیں؟ تاکہ آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کے اوصاف اور کیفیات محب کے دل میں نقش ہو جائیں۔ ہمارے اس دور میں جب کہ فلمی اداکاروں، کھلاڑیوں اور موسیقاروں اور سوشل میڈیا (Influencers) کو لوگ اپنا رہبر و گرو مانتے ہیں اور نوجوان ان کی پسند و ناپسند حتی کہ ان کے حلیے اور جسمانی خد و خال کو اپنانا چاہتے ہیں، بعض متشدد قسم کے لوگ تو کاسمیٹک سرجری کروانے سے بھی گریز نہیں کرتے، ایسے میں ان کے سامنے حبیبِ کائنات ﷺ کے شمائل و خصائل اور جسمانی خد و خال کو بیان کرنا ناگزیر ہے، اس طرح کہ ماڈرن دماغ میں آپ کا نقش مبارک بعینہ بیٹھ جائے اور اس کے دل میں آپ کے جسمانی و اخلاقی اوصاف کو اپنانے کی تمنا پیدا ہو۔

چہرۂ انور کے احوال:

چہرہ انسانی شخصیت کا پر تو ہوتا ہے، اسی سے حسن و جمال کا پتہ چلتا ہے اور چہرے ہی کے تاثرات سے انسان کو دوسرے انسان کے مزاج و احساسات کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے محبوب پیغمبر کے چہرہ مبارک کا ذکر بہت محبت سے فرمایا۔ جب اللہ کے نبی ﷺ کے دل میں قبلہ کی تبدیلی کی تمنا پیدا ہوئی اور اس کے پورا ہونے کے لیے آپ چہرہ اقدس کو بار بار جانب فلک اٹھاتے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو محبوب ﷺ کی ادا بہت پسند آئی اور عین نماز میں تحویل قبلہ کا حکم آگیا:

قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۖ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ[3]

"(اے نبی ﷺ) ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں۔ سو ہم تم کو اسی قبلے کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو، منہ کرنے کا حکم دیں گے تو اپنا منہ مسجد حرام کے رُخ موڑ لو۔"

اصحابِ رسول نبی مکرم ﷺ کے چہرۂ پر نور کو اوراقِ قرآن سے مماثل قرار دیا کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے وصال سے کچھ دن قبل ہم سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز

1۔القرآن، الانشراح، 4:94

2۔القرآن، الاحزاب، 21:33

3۔البقرہ، 144:2

میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے پردہ ہٹا کر ہماری طرف دیکھا: " كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ "[4] (آپ ﷺ کا چہرہ مبارک (حسن وجمال اور صفائی میں) گویا قرآن کا ورق تھا۔)

حضرت قتادہ سے مرسل روایت ہے: مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيًّا إِلَّا حَسَنَ الْوَجْهِ، حَسَنَ الصَّوْتِ، وَكَانَ نَبِيُّكُمْ ﷺ حَسَنَ الْوَجْهِ، حسَن الصوت [5] "اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر نبی کو پیارا چہرہ اور پُر سوز آواز سے نوازا، یہاں تک کہ تمہارے نبی مکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو انہیں بھی خوبصورت چہرے اور خوبصورت آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔"

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "کسی رات چاند مکمل شکل میں (چودھویں کا) تھا اور دوسری طرف محبوب ﷺ بھی موجود تھے۔ تب آپ ﷺ سرخ دھاری دار چادر میں ملبوس تھے۔ فجعلتُ أنظر إلي رسول الله ﷺ و إلي القمر، و عليه حلة حمراء، فإذا هو عندي أحسن من القمر [6] میں کبھی رسول اللہ ﷺ کے پر نور حسن کو دیکھتا تھا اور کبھی روشن چاند کو، پس مجھے آقا کریم ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین لگ رہے تھے۔"

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں پایا، یوں محسوس ہوتا تھا کہ سورج چہرہ انور پر پھر رہا ہو، اور آپ ﷺ سے زیادہ تیز رفتاری بھی نہ دیکھی، كَأَنَّمَا الْأَرْضُ تُطْوَى لَهُ [7]، یوں لگتا تھا کہ زمین آپ ﷺ کے لیے لپٹ جاتی تھی۔

نبی کریم ﷺ کا حسن وخوبی ہر چیز سے بڑھ کر تھا۔[8] آپ کی رنگت مبارک ایسی گوری نہ تھی کہ دوسرے کسی رنگ کی آمیزش نہ ہو بلکہ جاذبِ نظر چمکدار سرخی کے امتزاج والا سفید رنگ تھا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اَسْمَرَ اللَّوْنِ (گندم گوں) رنگ تھا، یا چاندی کی طرح سفید تھا۔[9] رنگت مبارک کے بارے میں آنے والی تمام روایات کو جمع کرتے ہوئے علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

4۔ ابو عبداللہ محمد بن إسماعیل بخاري، صحیح البخاري (بیروت: دار طوق النجاة، 1422)، کتاب الأذان، بَابُ أَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ، حدیث: 648، 1/640.

5۔ محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسی بن الضحاک الترمذي، الشمائل المحمدیة والخصائل المصطفویة (مکہ المکرمہ: المکتبة التجاریة، مصطفی أحمد الباز، 1993)، باب ماجاء فی قراءة رسول اللہ ﷺ، حدیث: 321، 261.

6۔ أبو عیسی محمد بن عیسی الترمذي، سنن الترمذي، محقق: بشار عواد معروف (بیروت: دار الغرب الإسلامی، 1996)، أَبْوَابُ الْأَدَبِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم، بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي لُبْسِ الْحُمْرَةِ لِلرِّجَالِ، حدیث: 2811، 4/503.

7۔ الترمذي، سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ عن رسول اللہ ﷺ، حدیث: 3648، 6/33-34.

8۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی، مدارج النبوۃ، مترجم: مولانا محمد سعید الرحمن علوی (مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن)، 1/21

9۔ ابو بکر أحمد بن الحسین بن علي البیهقي، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشریعة، محقق: د. عبد المعطي قلعجي (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1988)، 1/203.

فثبت بمجموع هذه الروايات ان المراد بالسمرة حمرة تخالط البياض وبالبياض المثبت ما يخالط الحمرة، اما وصف لونه في اخبار بشدة البياض فمحمول على البريق واللمعان كما يشير اليه حديث كان الشمس تحرك في وجهه.[10]

"لفظ سمرۃ کے ذکر ہونے والی سب روایات ثابت کرتی ہیں کہ، وہ سرخ رنگ مراد ہے جو سفیدی مائل ہو جبکہ جن روایات میں سفیدی مذکور ہے اس سے مراد ایسا رنگ جو سرخی مائل ہو۔ جن روایات میں حضورﷺ کے مبارک رنگ کو بہت سفید بیان کیا گیا ہے اس سے مراد اس کی چمک دمک ہے، جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ رسول اقدسﷺ کے چہرۂ انور میں آفتاب محو خرام رہتا ہے۔"

چشمانِ مقدسہ:

آنکھ کی خوبصورتی کو مندرجہ ذیل تعبیرات سے بیان کیا گیا ہے:

اَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ[11]: کشادہ اور سیاہ آنکھیں۔

اَشْكَلُ الْعَيْنَيْنِ[12]: آنکھ کی سفیدی میں ہلکی سرخی۔

اَشْهَلَ الْعَيْنَيْنِ[13]: آنکھ کی سیاہی میں ہلکی سرخی۔

اَلْاَنْجَلُ الْعَيْنَيْنِ[14]: خوب کشادہ آنکھیں۔

عَظِيْمَ الْعَيْنَيْنِ[15]: بڑی آنکھیں۔

10۔ زين الدين محمد عبد الرؤوف بن تاج العارفين ابن علي بن زين العابدين المناوي، شرح الشمائل على جمع الوسائل (کراتشی: نور محمد، کارخانہ تجارتِ کتب، س ن)، 13/1.

11۔ الترمذي، سنن الترمذي، ابواب المناقب، حديث: 3638، 27/6.

12۔ بیہقی، دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشريعۃ، 211/1.

13۔ البيهقي، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة، 211/1؛ علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي، السيرة الحلبية=إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون (بيروت: دار الكتب العلمية، 1427)، 468/3.

14۔ بیہقی، دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشريعۃ، 378/1؛ عبد الرحمن بن أبو بكر جلال الدين السيوطي، الخصائص الكبرى (بيروت: دار الكتب العلمية، س ن)، 130/1.

15 محمد بن إسماعيل البخاري، الأدب المفرد، محقق: محمد فؤاد عبد الباقي (لبنان: دار البشائر الإسلامية، 1989)، باب الجفاء، حديث: 1315، 445؛ أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني، مسند أحمد (بيروت: مؤسسة الرسالة، 2001)، مسند علي بن ابي طالب، حديث: 684، 101/2.

اَكحَلَ الْعَيْنَيْنِ[16]: سرمگیں آنکھیں۔

اَهْدَبَ اَشْفَارِ الْعَيْنَيْنِ[17]: دراز پلکوں والی آنکھیں۔

اَسْوَدَ الْحَدَقَةِ[18]: سیاہ پتلی والی آنکھیں۔

آنکھ کی سرخی آپ کی نبوت کی علامت تھی۔[19] آپ ﷺ نظر مبارک سے پیچھے بھی دیکھ لیتے تھے۔ رات میں ایسے صاف دیکھتے تھے جیسے دن کی روشنی میں دیکھتے ہوں۔[20] اللہ کریم نے اپنے محبوب کے لیے آسمان و زمین کو سمیٹ دیا پھر آپ نے زمین کے مشرق و مغرب دیکھ لیے۔[21]

ابروئے حسین:

ہند بن ابی ھالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ "نبی کریم ﷺ کے ابرو مبارک (کمان کی مانند) خم لیے ہوئے، باریک اور گنجان تھے، جدا جدا تھے اور ابروؤں کے مابین ایک رگ نمایاں تھی جو غصہ کے عالم میں واضح ہو جاتی تھی۔"[22]

اُم معبد کی حدیث میں "اَزَجُّ اَقْرَنُ"[23] کے الفاظ ہیں یعنی ابرو مبارک آپس میں ملے ہوئے تھے۔ سیدنا علی کی روایت میں "مَقْرُونَ الحَاجِبَيْنِ"[24] کے الفاظ ہیں۔

حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ درست یہی ہے کہ ابرو ملے ہوئے نہیں تھے لیکن چونکہ خوب دراز تھے اس لیے غور سے دیکھنے پر ہی ان کے درمیان کشادگی اور فاصلہ صاف نظر آتا تھا۔[25] ماڈرن زبان میں کہیں تو نبی ﷺ کے

16۔ الترمذي، سنن الترمذي، ابواب المناقب، باب ماجاء فی صفۃ النبی ﷺ، حدیث: 3645، 32/6.

17۔ بیہقی، دلائل النبوۃ و معرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 213/1

18۔ أحمد بن محمد بن علي ابن حجر الهيتمي، أشرف الوسائل إلى فهم الشّمائل، محقق: أحمد بن فريد المزيدي (بيروت: دار الكتب العلمية، 1998)، 56؛ جلال الدین السیوطی، الخصائص الکبری، 125/1.

19۔ الحلبي، السيرة الحلبية = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، 217/1.

20۔ بیہقی، دلائل النبوۃ و معرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 75/2

21۔ أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، صحیح مسلم، محقق: محمد فؤاد عبد الباقي (بيروت: دار إحياء التراث العربي، 1955)، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ھلاک ھذہ الامۃ بعضھم ببعض، حدیث: 2889، 2215/4.

22۔ الترمذي، الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية، باب ماجاء في خلق رسول الله ﷺ، حدیث: 8، 34.

23۔ بیہقی، دلائل النبوۃ و معرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 279/1

24۔ جلال الدین السیوطی، الخصائص الکبری، 128/1

25۔ ابن حجر الهيتمي، أشرف الوسائل إلى فهم الشّمائل، 65

ابروئے حسین (Angular) تھے۔ جو کہ انسان کی شخصیت پر سرداری اور قیادت کا رعب ڈالتے ہیں، اور حقیقتاً آپ ﷺ ایسے ہی تھے۔

بینی (ناک) مبارک:

اَقْنَي الْعِرْنِين، لَهُ نُورٌ يَعْلُوهُ، يَحْسَبُهُ مَنْ لَمْ يَتَأَمَّلْهُ أَشَمَّ.[26] نبی اکرم ﷺ کی بینی مبارک معتدل لمبی، باریک اور قدرے ستواں تھی جس سے نور پھوٹتا تھا، جو کوئی نقش پر غور نہ کر پاتا، وہ حضور ﷺ کو بلند بینی والا خیال کرتا۔

بعض روایات میں دَقِيقَ الْعِرْنِين[27] (باریک ناک والے) کے الفاظ ہیں۔ ناک کی ایسی ساخت، وجاہت و وقار کی علامت سمجھی جاتی ہے اور آپ وجاہت و وقار کے اعلیٰ رتبہ پر فائز تھے۔[28]

لبِ اقدس:

وَكَانَ أَحْسَنَ عِبَادِ اللهِ شَفَتَيْنِ، وَأَلْطَفَهُ خَتْمَ فَمٍ.[29] "آپ ﷺ کے پاکیزہ لب، تمام اللہ کے بندوں میں سب سے خوبصورت تھے اور حالت سکوت میں بہت لطیف لگتے۔"

دندانِ اقدس:

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ، إِذَا تَكَلَّمَ يُرَى كَالنُّورِ بَيْنَ ثَنَايَاهُ.[30] آپ ﷺ کے دندان مبارک باریک اور چمکدار تھے۔ سامنے کے دندانِ مبارک کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ کہ جب تکلم فرماتے تب محسوس ہوتا کہ دندان اقدس سے نور کی شعائیں پھوٹ رہی ہوں۔[31]

دہنِ جمیل:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ضَلِيعَ الْفَمِ، أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ، مَنْهُوسَ الْعَقِبِ.[32] نبی مکرم ﷺ کا دہن مبارک فراخ، موزوں اور

26۔ الترمذي، الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية، باب ما جاء في خلق رسول الله ﷺ، حديث: 8، 34؛ جلال الدين السيوطي، الخصائص الكبرى، 130/1.

27۔ جلال الدين السيوطي، الخصائص الكبرى، 128/1

28 علي بن (سلطان) محمد ملا علي القاري، شرح الشفا (بيروت: دار الكتب العلمية، 1421)، 344/1.

29۔ بيهقي، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة، 303/2

30۔ الترمذي، الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية، باب ما جاء في خلق رسول الله ﷺ، حديث: 15، 41.

31۔ بيهقي، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة، 215/1

32۔ الترمذي، سنن الترمذي، ابواب المناقب، باب ما جاء في صفة النبي ﷺ، حديث: 3646، 33/6.

اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ راویٔ حدیث سیّدنا ابن حرب رضی اللہ عنہ نے ضَلِيعَ کی تشریح واسع الفم سے کی ہے۔[33] اور ایساد ہن عربوں کے ہاں پسندیدہ شمار ہوتا ہے۔ نیز یہ متکلم کے فصیح ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔[34]

زبانِ بابرکات:

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ يَخْزُنُ لِسَانَهُ الا فِيمَا يَعْنِيه.[35] زبانِ اقدس کو لایعنی گفتگو سے اجتناب فرماتے۔ محبوب ﷺ کی زبانِ مبارک حق وصداقت کی آئینہ دار تھی۔

رخسارِ جلوہ گاہ:

نبی اکرم ﷺ کے رخسار مبارک بہت متوازن ومعتدل تھے۔ گلاب سے بھی زیادہ سرخی مائل سفید، چاند سے روشن، شبنم سے گداز اور کلیوں کی مانند نرم ونازک تھے۔ رخسار مبارک کو مندرجہ ذیل تعبیرات سے بیان کیا گیا ہے:

أَبْيَضَ الْخَدَّيْنِ[36]: سفید رُخسار

سَهْلُ الْخَدَّيْنِ[37]: نرم کم گوشت رخسار

أَسِيلَ الْخَدَّيْنِ[38]: کم لمبے رخسار

سرِ انور کی وجاہت:

وهو دال على كمال القوة الدماغية من الحواس الباطنة، وبكمالها يتميز الإنسان على غيره.[39] سردارِ دو جہاں حضور نبی اکرم ﷺ کا سرِ انور مناسب حد تک بڑا اور حسنِ اعتدال کے ساتھ وقار و تمکنت کا مظہرِ اتم دکھائی دیتا تھا۔ اس سے دیکھنے والے کے دل ودماغ میں آپ ﷺ کی شخصی وجاہت وعظمت کا دائمی تاثر قائم ہوتا۔

آپ ﷺ کا سر مبارک معتدل انداز میں وسعت لیے ہوئے تھا۔ "ضَخْمَ الرَّأْسِ"[40] اور "عَظِيْمَ الْهَامَةِ"[41] کے

33۔ الترمذي، سنن الترمذي، ابواب المناقب، باب ماجاء في صفة النبي ﷺ، حدیث: 3647، 33/6.

34۔ ابن حجر الہیتمی، أشرف الوسائل إلى فهم الشمائل، 66

35۔ الترمذي، الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية، باب ماجاء في تواضع رسول الله ﷺ، حدیث: 337، 277.

36۔ أبوزيد عمر بن شبة النميري البصري، تاريخ المدينة، تحقیق: فهيم محمد شلتوت (جدة: السيد حبيب محمود أحمد، 1339)، 608/2.

37۔ الترمذي، الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية، باب ماجاء في خلق رسول الله ﷺ، حدیث: 8، 34؛ جلال الدين السيوطي، الخصائص الكبرى، 215/1.

38۔ ابن حجر الہیتمی، أشرف الوسائل إلى فهم الشمائل، 56

39۔ ابن حجر الہیتمی، أشرف الوسائل إلى فهم الشمائل، 54

40 الشیبانی، مسند أحمد، مسند علی بن ابی طالب، حدیث: 684، 101/2.

41۔ الترمذي، الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية، باب ماجاء في خلق رسول الله ﷺ، حدیث: 8، 34.

کلمات ذخیرہ روایات میں آئے ہیں۔ شارحین نے لکھاہے کہ ایسی خصوصیات سردار قوم ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

موئے مبارک:

سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال کیسے تھے؟ انہوں نے کہا: كَانَ شَعراً رَجِلًا، لَيْسَ بِالْجَعْدِ، وَلَا بِالسَّبْطِ بَيْنَ اُذُنَيْهِ، وَعَاتِقِه[42](متوسط تھے، نہ تو گھنگریالے، نہ بہت سیدھے، کان اور شانوں کے وسط تک آتے تھے۔) سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: طَوِيلَ الْمَسْرُبَةِ لامناقب[43](سینہ سے ناف تک باریک بال تھے۔) کبھی زلفیں کانوں کی لو کو چھونے لگتیں (ذی لمۃ) اور کبھی زلف مبارک لمبی ہوتی اور کان کی لو سے نیچے آنے لگتیں (ذی وفرۃ) اور کبھی باعث مصروفیت تر شوائی نہ جاتیں تو مبارک شانوں کو چھونے لگتیں (ذی جمۃ)۔[44]

اس تصریح کے مطابق آپ ﷺ کے بال نہ تو بالکل سیدھے (Straight) اور نہ ہی گھنگریالے (Curly) بلکہ اس کے درمیان میں (Waves) کی شکل میں تھے۔ اس قسم کے بالوں کو (Type-2 hair) کہا جاتا ہے۔ ان بالوں کو مردانہ وقار اور وجاہت میں اضافے کے لیے اختیار کیا جاتا ہے۔

جبینِ مبین:

حضور اکرم ﷺ کی پیشانی مبارک کے حوالے سے ذخیرہ روایات میں مندرجہ ذیل کلمات ملتے ہیں:

وَسِعُ الْجَبِينِ[45]: کشادہ پیشانی والے۔

مُفَاضُ الْجَبِينِ[46]: بڑی پیشانی والے۔

الصَّلْتِ الْجَبِينِ[47]: خوب کھلی اور ملائم پیشانی والے۔

اَسِيلَ الْجَبِينِ[48]: ہموار پیشانی والے۔

42۔ النیسابوري، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب صِفَةِ شَعْرِ النَّبِيِّ ﷺ، حدیث: 2338، 1819/4.

43۔ الترمذي، سنن الترمذي، أبْوَابُ المناقب عن رسول الله ﷺ، حدیث: 3637، 26/6.

44۔ بیہقی، دلائل النبوۃ و معرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 221/1

45۔ بیہقی، دلائل النبوۃ و معرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 214/1؛ الترمذي، الشمائل المحمدیۃ والخصائل المصطفویۃ، باب ماجاء في خلق رسول الله ﷺ، حدیث: 8، 34.

46۔ أبو الفداء إسماعیل بن عمر ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، محقق: علي شیري (بیروت: دار احیاء التراث العربي، 1988)، 20/6.

47۔ بیہقی، دلائل النبوۃ و معرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 378/1؛ ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، 20/6

48۔ بیہقی، دلائل النبوۃ و معرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 275/1

رَحبَ الْجَبِینِ[49]: کشادہ پیشانی والے۔

عَظِیمُ الْجَبْهَةِ[50]: بڑی پیشانی والے۔

ایک دفعہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پیشانی پر آنے والے پسینہ سے نور پھوٹ رہا ہے تو نبی مکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اگر شاعر ابو کبیر الہذلی اس وقت آپ کی زیارت کر لیتا تو اپنے اس شعر کا مصداق پالیتا:

وإذا نظرت الى اسرة وجهه برقت كبرقِ العارض المُتهلِّلِ[51]

حافظ ابن ابی خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے کہ جب کبھی، موئے مبارک سے دن یا رات میں پیشانی ظاہر ہوتی، آپ ﷺ لوگوں کے سامنے تشریف لاتے تو اس وقت جبینِ انور یوں نظر آتی جیسے روشن چراغ ہو جو چمک رہا ہو۔ یہ حسین اور دلکش منظر دیکھ کر لوگ بے ساختہ پکار اٹھتے کہ یہ محمد ﷺ ہیں۔[52]

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یوں نقشہ کھینچا:

متى يبد في الداجي البهيم جبينه يلح مثل مصباح الدجى المتوقد[53]

قوتِ گویائی:

آواز کی خوبصورتی کو حَسَنَ النَّغمَةِ [54] کہا گیا ہے، جبکہ اُم معبد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فِي صَوْتِهِ صَحَلٌ[55] آواز میں دبدبہ (Echo) تھا، اور جیسے جیسے سامعین بڑھتے تھے قدرتی طور پر آواز سب تک پہنچتی تھی حتی کہ خطبہ حجۃ الوداع میں سوا لاکھ کے قریب صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جگہ پر ہی نبی ﷺ کی آواز سنی۔

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نمازِ عشا میں حضور ﷺ کی قرات کا ذکر کرتے ہیں کہ میں نے نمازِ عشاء میں سورۃ

49۔ ابن شبة البصري، تاريخ المدينة، 608/2.

50۔ بیہقی، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة، 248/1

51۔ جلال الدین السیوطی، الخصائص الکبری، 115/1؛ أبو نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (مصر: مطبعة السعادة، 1973)، 46/2.

52۔ محمد بن يوسف الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد (بيروت: دار الكتب العلمية، 1993)، 12/2.

53۔ حسان بن ثابت، الديوان (بيروت: دار الكتب العلميه، 1414ھ)، 68

54۔ أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني، شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية (بيروت: دار الكتب العلمية، 1996)، 446/5.

55۔ صفي الرحمن المباركفوري، الرحيق المختوم (بيروت: دار الهلال، س ن)، 440.

التین کی قرأت کرتے نبیﷺ کو سنا، وما سمعتُ أحداً أحسن صوتاً منه أو قراءةً.[56] اور میں نے محمدﷺ سے اچھی آواز اور بہتر قرأت والے کسی کو نہیں سنا۔"

اندازِ تکلم:

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اللہ کے رسولﷺ تم لوگوں کی مانند تیز تیز نہیں بولتے تھے، ولکنه کان یتکلم بکلام بینه فصل یحفظه من جلس إلیه[57] بلکہ ایسے تکلم فرماتے جو ٹھہرا ہوا ہوتا اور پاس بیٹھا شخص اسے حفظ کرلیتا۔

ریش مبارک:

آپﷺ کی ریش مبارک اگرچہ گھنی تھی، مگر خوبصورتی اور باریکی کا عنصر موجود تھا۔ ریش مبارک کے لیے مندرجہ ذیل الفاظ بیان ہوئے:

اَسْوَدَ اللِّحْيَة [58]: سیاہ داڑھی۔

كَثُّ اللِّحْيَة [59]: گھنی داڑھی۔

كَثِيفَ اللِّحْيَة [60]: گھنی داڑھی۔

چمکدار گوش:

وَتَخْرُجُ الأُذُنانِ بِبَياضِهِما مِن بَينِ تِلكَ الْغَدائِرِ كأَنَّهما تَوَقُّدُ الْكَواكِبِ الدُّرِّيَةِ مِن سَوَادِ شَعْرِه.[61]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یوں تعبیر بیان کی ہے کہ نبی اکرمﷺ کے کان مبارک زلفِ سیاہ کے مابین سفید ہونے کے باعث تاریکی میں دو چمکدار ستاروں کی مانند لگتے تھے۔

56۔ أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي، السنن الكبرى، تحقيق: الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي (القاهرة: مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية، 2011)، حديث: 3110، 113/4.

57۔ الترمذي، سنن الترمذي، أبواب المناقب عن رسول اللهﷺ، باب في كلام النبيﷺ، حديث: 3639، 29/6.

58۔ بيهقي، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة، 217/1

59۔ الترمذي، الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية، باب ماجاء في خلق رسول اللهﷺ، حديث: 8، 34.

60۔ زين الدين محمد عبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين المناوي، فيض القدير شرح الجامع الصغير (مصر: المكتبة التجارية الكبرى، س ن)، حديث: 4693، 76/5.

61۔ أبو القاسم علي بن الحسن ابن هبة الله بن عبد الله الشافعي ابن عساكر، تاريخ دمشق، تحقيق: محب الدين أبو سعيد عمر بن غرامة العمروي (بيروت: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، 1995)، 357/3.

گردنِ اقدس:

كأن عنقه جيدٌ دمية في صفاء الفضة[62] سیدنا ہند بن ابی ہالہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی گردن اقدس چاندی کی سی صاف اور مورت کی طرح تراشیدہ تھی۔ سیّدہ عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی گردن سب اشخاص سے زیادہ خوبصورت، لا ينسب إلي الطول و لا إلي القصر [63] نہ بہت لمبی اور نہ ہی بالکل چھوٹی تھی۔

قلبِ اطہر:

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ فرشتے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے جبکہ آپ ﷺ حالت نیند میں تھے۔ ایک نے کہا یہ آرام فرما رہے ہیں جبکہ دوسرے کا کہنا تھا کہ ان کا دل بیدار ہے اگرچہ آنکھ سو رہی ہے۔ وہ کہتے کہ تمہارے ان صاحب (نبی کریم ﷺ) کی ایک مثال ہے پس ان کی مثال بیان کرو۔ فقال بعضهم: إنه نائم، وقال بعضهم: إن العين نائمة والقلب يقظان.[64] تو ان میں سے ایک نے کہا، یہ نیند کی حالت میں ہیں، دوسرے کا کہنا تھا کہ آنکھ نیند لے رہی ہے مگر دل حالت بیداری میں ہے۔

کندھے اور سینہ مبارک:

بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ [65] سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا سینہ بہت کشادہ اور کھلا ہوا تھا۔ (آپ ﷺ کے کندھے چوڑے تھے۔)

مہر نبوت:

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مہر نبوت سے مراد يعني الذي بين كتفيه غدة حمراء مثل بيضة الحمامة [66] دو شانوں کے مابین کبوتری کے انڈوں کی طرح سرخ رنگت کا ابھار سا تھا۔

دست و قدمِ اقدس:

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی، پھر آپ ﷺ اپنے گھر جانے کو نکلے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ نکلا، سامنے کچھ بچے آئے، آپ ﷺ نے سب بچوں کے رخسار پر دست

62۔ محمد بن سعد بن منیع ابن سعد الزھري، الطبقات الکبریٰ (قاھرہ: مکتبۃ الخانجي، 2001)، 363/1؛ جمال الدین أبو الفرج عبد الرحمن بن علي ابن الجوزي، صفۃ الصفوۃ، تحقیق: أحمد بن علي (القاھرۃ: دار الحدیث، 2000)، 62/1.

63۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق، 361/3.

64۔ بخاري، صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، بَابُ الِاقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، حدیث: 6752، 2655/6.

65۔ بخاري، صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبي ﷺ، حدیث: 3357، 1304/3.

66۔ الترمذي، سنن الترمذي، أَبْوَابُ المناقب عن رسول اللہ ﷺ، بَابٌ فِي خَاتَمِ النُّبُوَّةِ، حدیث: 3644، 32/6.

مبارک پھیرا، میرے رخسار کو بھی دست مبارک سے مس فرمایا، فَوَجَدْتُ لِیَدِہ بَرْدًا، أَوْ رِیحًا، کَأَنَّمَا أَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ [67] مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں ایسی ٹھنڈک اور خوشبو کا احساس ہوا گویا کسی خوشبو ساز کے سامان سے دست مبارک نکالا ہو۔

شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ [68] حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیاں اور پاؤں مبارک گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔

جوڑ مبارک (گھٹنے، کہنیاں):

ضَخْمَ الْكَرَادِيسِ [69] سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پُر جوڑ رکھتے تھے۔ (گھٹنے مبارک اور کہنیاں شریف گوشت سے بھری تھیں۔)

جسمِ اطہر کی کیفیات:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما شممت عنبرا قط، ولا مسكا، ولا شيئا اطيب من ريح رسول الله ﷺ، ولا مسست شيئا قط ديباجا، ولا حريرا، الين مسا من رسول الله ﷺ[70]

میں نے کبھی کوئی عنبر، کوئی کستوری اور کوئی بھی ایسی خوشبو نہیں سونگھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے جسم اطہر) کی خوشبو سے زیادہ اچھی اور پاکیزہ ہو اور میں نے کبھی کوئی ریشم یا دیباج نہیں چھوا جو چھونے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے ہاتھوں) سے زیادہ نرم و ملائم ہو۔

محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کے معاملات کتبِ سیرت و شمائل میں بہت تفصیل ملتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی گہری فکر و نظر سے سیرت اور شمائل کے ابواب کو مزین کیا ہے۔ یوں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے اصحاب نے ذاتِ گرامی کے خصائص بیان فرمائے، لیکن اُم معبد رضی اللہ عنہا کا پیش کردہ خاکہ لاجواب ہے۔ [71] ہوا کچھ یوں کہ ہجرت کے راہی جب غارِ ثور سے روانہ ہوئے تو راستے میں خزاعہ قبیلے کی خاتون ام معبد کا خیمہ پڑتا تھا، پیاس کی کیفیت تھی۔ تو معجزہ یہ

67۔ النیسابوري، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب رائحة النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولین مسه والتبرک بمسحه، حدیث: 2329، 1814/4

68۔ الترمذي، سنن الترمذي، أبواب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیث: 3637، 26./6

69۔ ایضاً

70۔ النیسابوري، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب رائحة النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولین مسه والتبرک بمسحه، حدیث: 2330، 1814/4

71۔ ام معبد خزاعیہ ہیں، ان کا نام عاتکہ بنت خالد بن منقذ تھا۔ یہ جیش بن خالد الخزاعی الکعبی کی ہمشیرہ تھی، ام معبد خزاعیہ سے مروی حدیث کے وہی راوی ہیں۔ (ابن سعد، الطبقات الکبری، 273/10)

ہوا کہ ام معبد کی کمزور سی بکری نے اس صورت حال میں خوب دودھ دیا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کے پینے کے باوجود بچ گیا۔ ام معبد کے شوہر نے گھر واپسی پر ماجرا دریافت کیا تو ام معبد نے سب بیان کیا۔ تو وہ کہنے لگا کہ اس قریشی شخص کا حلیہ کیا تھا؟ یہ وہی تو نہیں جس کی ہمیں تمنا ہے؟ ام معبد رضی اللہ عنہا نے خوبصورت پیرائے میں ایسا خاکہ بیان کیا کہ عربی فصاحت و بلاغت کا ایک سمندر رواں ہو گیا۔

اُم معبد (عاتکہ بنت خالد خزاعیہ) رضی اللہ عنہا نے بغیر تعارف و تعصب کے جو کچھ دیکھا بیان فرمادیا:

رَأَيْتُ رَجُلًا ظَاهِرَ الْوَضَاءَةِ، أَبْلَجَ الْوَجْهِ، حَسَنَ الْخَلْقِ، لَمْ تَعِبْهُ نُحْلَةٌ، وَلَمْ تُزْرِ بِهِ صَعْلَةٌ، وَسِيمٌ قَسِيمٌ فِي عَيْنِهِ دَعَجٌ، وَفِي أَشْفَارِهِ غَطَفٌ، وَفِي صَوْتِهِ صَهَلٌ، وَفِي عُنُقِهِ سَطَعٌ، وَفِي لِحْيَتِهِ كَثَاثَةٌ، أَزَجُّ أَقْرَنُ. إِنْ صَمَتَ فَعَلَيْهِ الْوَقَارُ، وَإِنْ تَكَلَّمَ سَمَا وَعَلَاهُ الْبَهَاءُ، أَجْمَلُ النَّاسِ وَأَبْهَاهُ مِنْ بَعِيدٍ، وَأَحْلَاهُ وَأَحْسَنُهُ مِنْ قَرِيبٍ. حُلْوُ الْمَنْطِقِ، فصل، لا نزر ولا هزر. كَأَنَّ مَنْطِقَهُ خَرَزَاتُ نَظْمٍ ينحدرن. ربعة لَا يَأْسَ مِنْ طُولٍ، وَلَا تَقْتَحِمُهُ عَيْنٌ مِنْ قِصَرٍ، غُصْنًا بَيْنَ غُصْنَيْنِ فَهُوَ أَنْضَرُ الثَّلَاثَةِ مَنْظَرًا، وَأَحْسَنُهُمْ قَدْرًا، لَهُ رُفَقَاءُ يَحُفُّونَ بِهِ، إِنْ قَالَ أَنْصَتُوا لِقَوْلِهِ، وَإِنْ أَمَرَ تَبَادَرُوا إِلَى أَمْرِهِ، مَحْفُودٌ مَحْشُودٌ، لَا عَابِسٌ وَلَا مُفْنِدٌ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-.[72]

جیسے ام معبد رضی اللہ عنہا نے حلیہ بیان کرنے میں نہایت عمدہ الفاظ استعمال کیے، اسی طرح ترجمہ کرنے والوں نے بھی اردو الفاظ کے چناؤ کا حق ادا کر دیا۔ اس کا ترجمہ مولف "رحمۃ للعالمین" نے کچھ اس انداز میں کیا ہے:

"پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ خو، نہ توند نکلی ہوئی، نہ چندیہ کے بال گرے ہوئے، زیبا، صاحب جمال، آنکھیں سیاہ و فراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں بھاری پن، بلند گردن، روشن مردمک، سرمگیں چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگریالے بال، خاموش وقار کے ساتھ، گویا دل بستگی لئے ہوئے، دور سے دیکھنے میں زیبندہ و دلفریب، قریب سے نہایت شیریں و کمال حسین، شیریں کلام، واضح الفاظ، کلام کمی و بیشی الفاظ سے معرا، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی۔ میانہ قد کہ کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتے، نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی، زیبندہ نہال کی تازہ شاخ، زیبندہ منظر والا قد، رفیق ایسے کہ ہر وقت اس کے گرد و پیش رہتے ہیں، جب وہ کچھ کہتا ہے تو چپ چاپ سنتے ہیں، حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لئے جھپٹتے ہیں، مخدوم، مطاع، نہ کوتاہ سخن، نہ فضول گو۔"[73]

72۔ بیہقی، دلائل النبوۃ و معرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 276/1.

73۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم (لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، 1991ء)، 83/1-84

نبی کریم ﷺ کے شمائل و خصائل پر یقین: ایمان کا تقاضا

نبی اکرم ﷺ ہر اعتبار سے حسن کی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ جس نے بھی آپ کو دیکھا وہ بلا اختیار پکار اٹھا کہ ہم نے اس سے پہلے حسن و جمال کا ایسا پیکر کبھی نہیں دیکھا۔ خالقِ ازل نے نبی کریم ﷺ کو تمام انسانوں بشمول انبیاء کرام سے زیادہ خوبصورت بنایا تھا۔ علمائے حدیث و سیَر نے اسے جزوایمان اور عقیدہ کے طور پر بیان کیا ہے۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (م923ھ) فرماتے ہیں:

" اعلم أن من تمام الإيمان به– صلى الله عليه وسلم الإيمان بأن الله تعالى جعل خلق بدنه الشريف على وجه لم يظهر قبله ولا بعده خلق آدمى مثله" [74]

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م1014ھ) لکھتے ہیں:

مِنْ تَمَامِ الْإِيمَانِ بِهِ اعْتِقَادُ أَنَّهُ لَمْ يَجْتَمِعْ فِي بَدَنِ آدَمِيٍّ مِنَ الْمَحَاسِنِ الظَّاهِرَةِ الدَّالَّةِ عَلَى مَحَاسِنِهِ الْبَاطِنَةِ مَا اجْتَمَعَ فِي بَدَنِهِ صلى الله عليه وسلم [75]

"ایمان اس عقیدے سے مکمل ہوتا ہے کہ جو ظاہری محاسن نبی کریم ﷺ کے جسمِ اقدس میں جمع ہوئے اور یہی ظاہری محاسن باطنی و اندرونی خوبیوں پر دلالت کرنے والے ہیں، کسی دوسرے شخص کے بدن میں جمع نہیں ہوئے۔"

علمائے سیَر نے لکھا جو لکھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ: وكانت صفاته صلى الله عليه وسلم الظاهرة لا تدرك حقائقها[76] مشاهدین جمال محمدی نے جو کچھ بیان کیا وہ سب بطور مثال ہی ہے ورنہ اس مرکز تجلیات کے محاسن کی حقیقت کا ادراک کیا ہی نہیں جا سکتا۔

ہم نے محبوب ﷺ کی شخصیت مبارکہ سے متعلق جن شمائل و خصائل کا مطالعہ کیا، ان پر ایمانِ کامل ہے کہ وہ کبھی بھی کسی ایک شخص میں جمع ہوئے، نہ ہوں گے۔ ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ آپ کے شمائل مبارک میں سے کوئی نقش یا طرز دوسرے انسانوں میں نہیں پائی جا سکتی، بلکہ حقیقتِ امر یہ ہے کہ یہ تمام اوصاف، مجرد کسی اور شخصیت میں جمع نہیں ہو سکتے۔

مثلاً سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی شخصیت سے متعلق سیّدنا انس سے روایات بیان کی گئی ہیں، آپ نے فرمایا:

اَ. "لم يكن أحد اشبه بالنبي ﷺ من الحسن بن علي".[77] (حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ اور کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے مشابہ نہیں تھا)

74۔ أحمد بن محمد بن أبي بكر بن عبد الملك القسطلاني، المواهب اللدنية بالمنح المحمدية (قاهرة: المكتبة التوفيقية، س ن)، 5/2.

75۔ علي بن (سلطان) محمد ملا علي القاري، جمع الوسائل في شرح الشمائل (مصر: المطبعة الشرفية، س ن)، 9/1.

76۔ الحلبي، السيرة الحلبية = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، 466/3.

77۔ بخاري، صحيح البخاري، کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب الحسن والحسين رضی اللہ عنہما، حدیث: 3542، 1370/3.

ب۔ "کان اشبھھم برسول اللہ ﷺ."[78] (حسین رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے سب سے بڑھ کر مشابہ تھے)

ان دونوں روایات میں علماء نے تطبیق اس طرح کی کہ سیّدنا حسن سر سے سینے تک رسول کریم ﷺ سے مشابہ تھے جبکہ سیّدنا حسین باقی کے حصے میں زیادہ مشابہہ تھے۔[79]

اصحابِ محمد ﷺ نے جو تجلیاں جمالِ نبوت کی دیکھیں، ان کے فصاحت و بلاغت کے قالب میں ڈھلے ہوئے ارشادات سے کتبِ سیرت وشمائل وجود میں آئیں، ان حضراتِ صحابہؓ کے اسماء گرامی سے اس صفحہ کو مزین کرنا نہایت ضروری ہے۔ مندرجہ ذیل گرامی قدر حضرات نے اپنے محبوب ﷺ کا حلیہ مبارک اور کیفیات مبارکہ بیان کرنے میں بڑی شہرت حاصل کی ہے:

> "سیّدنا علی المرتضیٰ، سیّدنا انس بن مالک، سیّدنا ابوہریرہ، سیّدنا براء بن عازب، ام المومنین سیدۃ عائشہ صدیقہ، سیّدنا ابن ابی ہالہ، ابی جحیفہ، جابر بن سمرہ، ام معبد، ابن عباس، ابو الطفیل، معرض بن معیقیب، عداء بن خالد، خریم بن فاتک، حکیم بن حزام، وغیرہم۔ رضی اللہ عنہم"[80]

شمائل نبوی ﷺ، ختمِ نبوت:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جن حضراتِ گرامی کا اپنے پیغام کے لیے انتخاب کیا، ان کی شخصیت میں ایسا ثبوت رکھا کہ جب وہ لوگوں کو الٰہی فرمان پہنچائیں، تو وہ فطرتاً اُس کو قبول کرنے پر قائل ہو جائیں۔ اس سلسلے میں ہر شخص جو نبوت کا دعوی کرے اس کی ظاہری شخصیت میں دو باتوں کا ہونا بہت ضروری ہے:

أ۔ **شمائلِ خَلقی:** یعنی اس کا جسمانی حلیہ، نقش و نگار اور قد و قامت غیر معمولی طور پر خوبصورت اور مکمل ہوں کہ دیکھنے والا کشش محسوس کرے۔

ب۔ **شمائلِ خُلقی:** اس کا اخلاق اور گفتار اعلیٰ ہو کہ سننے والا ہمیشہ سننے کی خواہش رکھے۔ کلام میں روانی ہو، فصاحت و بلاغت سے مملو ہو۔ حکمت و دانائی کا وصف ہو اور اس کے الفاظ سامعین کے کانوں میں شیرینی گھول دیں۔

قرآنِ مجید نے متعدد مقامات پر انبیاء علیہم السلام کی شخصیت سے متعلق ذکر فرمایا ہے، چنانچہ سیّدنا داؤد علیہ السلام کو اللہ

78۔ بخاري، صحيح البخاري، کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب الحسن والحسين رضی اللہ عنہما، حديث: 3538، 1370/3.

79۔ الترمذي، سنن الترمذي، کتاب مناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب مناقب الحسن والحسين عليهما السلام، حديث: 3779، 120/6.

80۔ قاضی عیاض، الشفاء بتعریف حقوق مصطفیٰ، (بیروت: دار الکتاب العربی، س ن)، 82/1؛ پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2015ء)، 252/5

نے خوش الحانی اور خوبصورت آواز عطا کی (یَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ)[81]، آپ کو فیصلے کی قوت سے نوازا (وَ آتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ)[82]۔

اسی طرح سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا: إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ[83] یہ ایسے اوصافِ حمیدہ ہیں جو کامل شکل میں ان عزت مآب حضرات علیہم السلام کی ذات میں پائے جاتے ہیں۔ انسانوں کی فطرت ہے کہ وہ جب بھی لوگوں سے ملتے ہیں تو وہ ان میں ظاہری حلیہ اور آداب گفتگو پر غور کرتے ہیں، اگر یہ عمدہ ہوں تو وہ ان کے قریب آتے اور بات کو بغور سنتے ہیں اور اگر ان میں قباحت ہو تو وہ دور بھاگتے ہیں۔

اللہ کے نبی محمد مصطفیﷺ میں یہ دونوں قسم کے شمائل اعلیٰ ترین صورت میں پائے جاتے تھے۔ ان کا آپ کی ذات میں بدرجۂ اتم پایا جانا ہی دلیل ہے کہ محمدﷺ ہی خاتم الانبیاء ہیں، کیونکہ نبوت کا عہدہ ایسا نہیں کہ کوئی بھی اس کو حاصل کر سکے، بلکہ بشریت کے تمام درجوں میں سو فیصد کمال اور اللہ ربّ العزت کی طرف سے انتخاب ہی اس شرف کے حصول کا سبب بنتا ہے۔

یہ کیسے ہو سکتا کہ جس شخص کے کندھوں نے پیغام الٰہی پہنچانے کا بار اٹھایا ہو، اس قدر بڑی ذمہ داری ہو، وہ کوئی معمولی اور عام سا شخص ہو؟

جب ہم انسانوں کے ہاں عہدوں پر فائز ہونے کے لیے شخصی و کرداری اہلیت کا تقاضا کیا جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ انتہائی اہم کام کے لیے کسی بھی معمولی شخص کو کیوں منتخب کرے؟ اور اب جبکہ تمام انسانوں میں سے آخری پیغام پہنچانے کے لیے اس نے نبی آخر الزمانﷺ کا چناؤ کیا، اور آپ کی شخصیت کے گرد حُسن کے پہرے بٹھا دیے کہ قباحت آپ کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتی، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کے بعد ہو بہو آپ جیسی شخصیت پیدا ہو اور اسی مسند پر بیٹھے جس پر آپﷺ براجمان تھے۔ اگر ایسا منصوبہ ایزدی میں ہوتا تو حبیبﷺ کے صاحبزادوں کو زندگی بخشی جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تدبیر کہ وہ بچپن میں ہی اللہ کے نبیﷺ سے جدا ہو گئے، حالانکہ وہ صورت اور سیرت میں اپنے والدﷺ کے سب سے زیادہ قریب تھے۔

چنانچہ اس سلسلے میں عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بھی موجود ہے جس میں آپ سے رسول اللہﷺ کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہا کو دیکھنے سے متعلق پوچھا گیا (کہ کیا آپ نے ابراہیم کو دیکھا تھا؟) آپ نے جواب دیا: جی ہاں، کم عمری میں ہی ان کی وفات ہو گئی تھی۔ اللہ کے رسولﷺ سے سب سے زیادہ مشابہہ تھے۔ ولو قضي أن يكون

81۔ القرآن، سبا، 34:10

82۔ القرآن، صٓ: 20:38

83۔ القرآن، التوبہ، 114:9

بعده نبي لعاش ابنه إبراهيم."[84] اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث کیا جانا ہوتا تو آپ ﷺ کا بیٹا ابراہیم زندہ ہوتا۔)

ختم نبوت کی حقیقت اور صداقت پر یوں تو بے شمار دلائل موجود ہیں جن کو قلم بند کرتے روشنائیاں خشک ہو جائیں لیکن دلائل ختم نہ ہوں گے۔ تاریخ پر نظر دوڑا کر دیکھ لیں تو ہمارے اس دعوے کے مزید ثبوت ملیں گے کہ وہ لوگ جنہوں نے نبوت کے جھوٹے اور باطل دعوے کیے، ان کے جھوٹ پر پہلا ثبوت خود ان کی شخصیت میں قبح اور کردار میں کجی کا پایا جانا ہے۔ ان کے پیغام کی صداقت پر کلام کا معاملہ تو بہت بعد کا ہے۔ حوالے کے طور پر آغازِ اسلام اور ماضی قریب کے دو جھوٹے مدعیانِ نبوت کا حال ذکر کیا جاتا ہے۔

- **مسیلمہ کذاب:** مسیلمہ بن ثمامہ نے دور نبوی ﷺ میں ہی نبوت کا جھوٹا اعلان کیا۔ اس کے شخصی وصف کے متعلق علامہ بلاذری رحمۃ اللہ علیہ (679ھ) نے اپنی کتاب "فتوح البلادان" میں ذکر کیا ہے کہ "أن مسيلمة الكذاب كان قصيراً شديد الصفرة أخنس الأنف أفطس" [85] (**مسیلمہ کذاب پست قامت، شدید زرد** رنگ اور ٹیڑھی، پچکی ناک والا تھا۔) وہ نبی کریم ﷺ سے عمر میں بہت بڑا تھا، اس کی عمر سو سال سے بھی اوپر تھی جب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔[86]
- **مرزا غلام احمد قادیانی:** ماضی قریب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور اس فتنے کو خوب ہوا ملی، اس کی عادات و کردار سے متعلق خود قادیانیت کے لٹریچر میں بہت سی ایسی باتیں درج ہیں جو کسی نبی تو کیا ولی اللہ کے لیے بھی تصور نہیں کیا جا سکتا۔ مرزا کا بیٹا مرزا بشیر احمد اپنے والد سے متعلق لکھتا ہے کہ اس کی والدہ نے خبر دی کہ بچپن میں ایک دفعہ مرزا قادیانی نے اپنی والدہ سے روٹی اور اس کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا تو والدہ نے اسے گڑ دے دیا لیکن مرزا نے کھانے سے انکار کیا تو والدہ نے چڑ کر کہا کہ راکھ کھالو، چنانچہ مرزا نے راکھ روٹی پر ڈالی اور کھانے بیٹھ گئے۔[87]

خلاصہ کلام

اتنی وسیع و عریض کائنات اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود محدود ہے، لیکن محبوب کے فضائل، کمالات اور محاسن لامحدود ہیں۔ جس طرح ربّ العالمین کی خدائی لامحدود ہے اسی طرح رحمۃللعالمین ﷺ کی مصطفائی بھی لامحدود ہے۔ زبان

84۔ أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني، المعجم الأوسط، تحقيق: أبو معاذ طارق بن عوض الله بن محمد، اور أبو الفضل عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني (القاهرة: دار الحرمين، 1992)، باب الميم: 6638، 368/6.

85۔ احمد بن یحیٰ البلاذری، فتوح البلدان (بیروت: دار ومکتبہ الھلال، س ن)، 96

86۔ ابو القاسم رفیق دلاوری، جھوٹے نبی (لاہور: المطبعة العربية، س ن)، 43

87۔ مرزا بشیر احمد، سیرت المھدی (نامعلوم پبلشر، س ن)، 225/1

و قلم ان کو کما حقہ پیش کرنے سے قاصر اور حقیقی خد و خال پیش کرنے سے عاجز ہیں، لیکن سیرت نگار محبوبﷺ کی سیرت و سراپا کا نقشہ الفاظ میں پیش کر کے اپنے قلوب کی نورانیت میں اضافہ کرتے ہیں۔

مشاھدین جمالِ محمدی نے جو کچھ بیان کیا وہ سب بطور مثال ہی ہے ورنہ اس مرکز تجلیات کے محاسن کی حقیقت کا ادراک کیا ہی نہیں جا سکتا۔ محمد عربیﷺ کے شمائل و خصائص اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ جس طرح نبی کریمﷺ کے جیسے اوصافِ خَلق و خُلق کا دوسروں میں پایا جانا محال ہے اسی طرح آپ کے بعد نبوت کے درجے پر فائز ہونا ناممکن ہے۔ نبوت کے جتنے بھی جھوٹے دعوے دار پیدا ہو جائیں ان کا دعویٰ خود ان کے منہ پر طمانچہ ہو گا کیونکہ دنیا جانتی ہے کہ ایک سچے نبی کے اوصاف کیا ہیں اور ایک شعبدہ باز کے کیا ہیں۔ حقیقت یہی ہے جو ہر عقل سلیم کو ماننا پڑتی ہے کہ رحمٰن نے محمد عربی خاتم النّبیینﷺ کا مثل پیدا فرمایا ہی نہیں اور نہ ہی وہ کبھی پیدا کرے گا۔